بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے کے متعلق کہ:

اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکل کر ایک نماز اور تسبیح وغیرہ پر "انچاس کروڑ کے برابر ثواب کا ملنا" یہ مضمون صراحۃً تو احادیث کے الفاظ سے ثابت نہیں البتہ دو حدیثوں کو ملا کر یہ مضمون ثابت کیا جاتا ہے ذیل میں وہ دونوں حدیثیں ملاحظہ ہوں:

(1)-الحديث الأول:

حدثنا هرون بن عبد الله الحمال . ثنا ابن أبي فديك عن الخليل بن عبد الله عن الحسن عن علي بن أبي طالب وأبي الدرداء وأبي هريرة وأبي أمامة الباهلي وعبد الله ابن عمر وعبد الله بن عمرو وجابر بن عبد الله وعمران بن الحصين كلهم يحدث عن رسول الله صلى الله عليه و سلم أنه قال:(من أرسل بنفقة في سبيل الله وأقام في بيته فله بكل درهم سبعمائة درهم . ومن غزا بنفسه في سبيل الله وأنفق في وجه ذلك فله بكل درهم سبعمائة ألف درهم) ثم تلا هذه الآية (والله يضاعف لمن يشاء)(سنن إبن ماجة،كتاب الجهاد،باب فضل النفقة...:198/1،ط،قديمي كتب خانه)

(2)-الحديث الثاني:

حدثنا أحمد بن عمرو بن السرح حدثنا ابن وهب عن يحيى بن أيوب وسعيد بن أبى أيوب عن زبان بن فائد عن سهل بن معاذ عن أبيه قال قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- « إن الصلاة والصيام والذكر تضاعف على النفقة فى سبيل الله بسبعمائة ضعف ».(سنن أبي داؤد،كتاب الجهاد،باب تضعيف الذكرفي سبيل الله...338/1،ط،حقانية)

مضمون بالا کے متعلق چند استفسارات ہیں امید ہے تسلی بخش جواب دیکر ممنون فرمائیں گے۔

(1)- مذکورہ دونوں حدیثیں چونکہ سنداً ضعیف ہیں۔اب پوچھنا یہ ہے کہ ان میں ضعف کس درجہ کا ہے؟۔کیا ان میں شدت ضعف ہے کہ اس پر تنبیہ کئے بغیر اس سے استدلال کرنا اور آگے پھیلانا درست ہی نہیں جیسے کہ احسن الفتاویٰ میں مذکور دار العلوم کراچی کے ایک فتویٰ میں انہی دو حدیثوں کے متعلق لکھا ہے:

"اول تو یہ دونوں حدیثیں سنداً ضعیف ہیں اس لئے ان سے استدلال اور ان کے ضعف پر تنبیہ کئے بغیر ان کی تشہیر عام طور پر جائز نہیں"(احسن الفتاویٰ، تبلیغی جماعت اور انچاس کروڑ کا ثواب:9/169،ایچ،ایم،سعید)

اور چند صفحے آگے مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ ان احادیث پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ ان حدیثوں میں شدۃ ضعف کا انکار صحیح نہیں بالخصوص حدیث ثانی میں"(ص:181)

(2)- دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر ان دو حدیثوں کو قابل استدلال تسلیم کیا جائے، تو کیا اس موقع پر لفظ:"سبیل اللہ"میں عموم مراد لیکر مذکورہ فضیلت تمام دینی شعبوں کے لئے ثابت کیا جاسکتا ہے؟ یا ان میں ایک حدیث میں مذکور:"غزا بنفسہ"کی صراحت کو دیکھتے ہوئے مذکورہ فضیلت صرف کفار کے خلاف غزوہ کرنے والے یعنی کفار کے خلاف برسرپیکار مجاہدین کیساتھ خاص ہے؟۔

احسن الفتاویٰ میں مذکور دار العلوم کراچی کے فتویٰ میں لکھاہے:

"اگر ان دو حدیثوں کو تسلیم کر بھی لیا جائے، تو" سبیل اللہ "کے مفہوم میں درس و تدریس، تحصیل علم دین، وعظ و نصیحت ، اصلاح باطن، دعوت و تبلیغ، خواہ تبلیغی جماعت کے ذریعہ یا کسی اور طریق سے، اللہ کے راستے میں جہاد کے لئے نکلنا اور امر بالمعروف، نہی عن المنکر وغیرہ کے تمام شعبے شامل ہیں ان سب کے لئے یہ ثواب ثابت ہو گا" (احسن الفتاویٰ: 9/171)

جب کہ چند صفحات آگے "الحاق" کے عنوان کے تحت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ثالثاً اگر ان دو حدیثوں کو قابل استدلال تسلیم بھی کر لیا جائے، تو چونکہ ان میں سے ایک روایت میں "من غزا بنفسہ" کی تصریح ہے؛ اس لئے اس موقع پر "فی سبیل اللہ" میں عموم مراد لیکر اس فضیلت کو دین کے دوسرے شعبوں کے لئے عام و شامل ماننے کی گنجائش نہیں بلکہ یہ فضیلت صرف غزوہ کرنے والے یعنی کفار کے خلاف بر سر پیکار مجاہدین کے ساتھ خاص ہو گی" (احسن الفتاویٰ: 183)

مذکورہ تعارض دفع فرما کر مکمل تفصیل سے آگاہ کر کے ممنون فرمائیں۔

جواب منسلکہ ورق پر ملاحظہ فرمائیں۔

سائل: نور احمد شاہ

از دار الافتاء مدرسہ عربیہ تعلیم الاسلام

شارع زونکی رام کوئٹہ

فون نمبر: 03053712323

26 ذوالقعدہ 1442ھ

دار الافتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون ملہم الصواب

﴿١﴾---مذکورہ احادیث کے بارے میں مزید تحقیق اور غور کیا گیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ دونوں احادیث میں ضُعف اس قدر شدید نہیں ہے کہ اس پر تنبیہ کئے بغیر ان احادیث کو الگ الگ فضائل میں بیان کرنا جائز نہ ہو۔ اور جامعہ دار العلوم کراچی کے جس فتوے ﴿یعنی فتویٰ نمبر: ١٤١/د/٢٢٦﴾ کے بارے میں آپ نے ذکر کیا ہے، اس موقف سے رجوع ہو چکا ہے۔ ﴿کذا فی التبویب: ١٣٨/٨٥﴾

البتہ ان دونوں احادیث کو ملا کر جو نتیجہ نکالا جاتا ہے یعنی: انچاس کروڑ کا ثواب، تو اس بارے چند باتیں مدِ نظر رکھنی چاہئیں:

(١) اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی رحمت بے پایاں وسیع ہے، وہ صدق واخلاص کے ساتھ کئے جانے والے عمل پر بندوں کے حساب اور گنتی سے زیادہ دینے پر بھی قادر ہیں، اُن کے یہاں کوئی کمی نہیں۔ لیکن وہی عمل صدق واخلاص سے خالی ہو اور نام ونمود کی خاطر کیا جائے تو ثواب کے بجائے گناہ کا سبب بن سکتا ہے، لہذا یہ کہنا کہ تبلیغ وغیرہ میں نکلنے کے بعد مطلقاً ہر نماز کا ثواب اُنچاس کروڑ ضرور ملتا ہے، درست نہیں ہے، بلکہ کبھی اخلاص اور دوسری نیکیوں کی بنیاد پر ثواب کئی گُنا بڑھ سکتا ہے اور کبھی رِیاکاری یا حقوق ضائع کرنے کی بناء پر ثواب حاصل ہونے کے بجائے گناہ ملنے کا بھی امکان ہے۔

(٢) یہ انچاس کروڑ والی فضیلت کسی حدیث میں صراحت کے ساتھ مذکور نہیں ہے، بلکہ دو حدیثوں کو ملا کر حساب کر کے ثواب کی یہ مقدار بنتی ہے؛ لہذا براہِ راست حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے اُنچاس کروڑ کے عدد کو نقل کرنے سے اجتناب ضروری ہے، نیز کسی متعیّن ثواب کا علم قرآن وحدیث سے ہی ہو سکتا ہے، اس میں قیاس آرائی درست نہیں؛ اس لئے حساب وکتاب کے ذریعے ثواب بیان کرنا شرعاً حجت نہیں ہے۔ (مستفاد من التبویب: ١٣٩١/١٩)

﴿٢﴾---واضح رہے کہ نصوصِ قرآنیہ اور احادیثِ کثیرہ کی روشنی میں حضراتِ شرّاحِ کرام فرماتے ہیں کہ جب لفظِ "**سبیل اللہ**" مطلقاً استعمال کیا جائے تو اس سے مراد "**جہاد فی سبیل اللہ** ﴿**یعنی: قتال مع الکفّار**﴾" ہوتا ہے، البتہ چونکہ "**سبیل اللہ**" کے لفظی معنی بہت عام ہیں، جو جو کام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رِضا جوئی کے لئے کئے

دار الافتاء

(جاری ہے ---)

جائیں وہ سب اس کے مفہوم میں داخل ہیں، اس میں جہاد یعنی: قتال مع الکفّار، مناسکِ حج وعمرہ، تبلیغِ دین، تحصیلِ علم اور وہ تمام امورِ خیر داخل ہیں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طاعت کے ہوں، لہٰذا قرآن وحدیث کے وہ فضائل جو سبیل اللہ سے متعلّق ہوں اور عام معنی لئے جاسکتے ہوں یعنی اس میں مثلاً: لفظِ قتال، مقاتلہ وغیرہ نہ ہو اور نہ ہی ایسا قرینہ موجود ہو جو مطلق اور عام معنیٰ لینے سے مانع ہو، تو ایسے تمام فضائل کا بیان واطلاق (جہاد کے فضائل کو اپنی جگہ تسلیم کرتے ہوئے) دین کے دیگر شعبوں پر بھی کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ یہ بیان واطلاق اعتدال اور احتیاط کے ساتھ ہو اور دوسرے شعبوں کی تحقیر وتنقیص نہ کی جائے، البتہ جو آیات واحادیث قتال وغیرہ کے لفظ کے ساتھ وارد ہیں، ان کو دین کے کسی دوسرے شعبے پر منطبق کرنا درست ہی نہیں ہے۔ ﴿مستفاد من التبویب: ۱۸۳۴/۴۹﴾

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں مذکورہ دو روایتوں میں سے **"سُنَنِ ابی داوٗد"** والی روایت کو **"کتاب الجہاد"** میں ذکر کیا گیا ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت جہاد کی فضیلت کے بارے میں وارد ہے، البتہ چونکہ مذکورہ روایت میں خاص **"قتال"** و **"مقاتلہ"** وغیرہ کے الفاظ کی صراحت نہیں مل سکی، نیز لفظِ **"سبیل اللہ"** اپنے لفظی معنی کے لحاظ سے عام بھی ہے؛ اس لئے مذکورہ روایت کی فضیلت میں جہاد کے ساتھ دین کے دوسرے شعبوں کو بھی شامل کرنا درست ہے، لیکن جو دوسری روایت ﴿روایتِ ابنِ ماجہ﴾ ہے، اُس میں **"غزا بنفسہ"** کے الفاظ کی تصریح ہے، ان الفاظ کے ظاہر سے فقیہ العصر، حضرتِ اقدس مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کی تائید ہوتی ہے؛ اس لئے ابنِ ماجہ والی روایت میں مذکور فضیلت کو دیگر امورِ خیر پر منطبق کرنا درست معلوم نہیں ہوتا۔

لما جاء في «مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح» لملّا علي القاري (٦/ ٢٤٩٥):

(ومن غزا بنفسه في سبيل الله وأنفق في وجهه ذلك) أي: في جهته التي قصدها وهي الجهاد. قال الطيبي: أي: في جهته وقصده {فأينما تولوا فثم وجه الله} [البقرة: ١١٥] المغرب: أي جهته التي أمر بها تعالى ورضيها. (فله بكل درهم سبعمائة ألف درهم) . للجمع بين إتعاب البدن، وبذل المال (ثم تلا): الظاهر؛ أي: النبي - ﷺ - استشهادًا، أو اعتضادًا {والله يضاعف لمن يشاء} [البقرة: ٢٦١]: أو دلالةً على أن المذكور هو أقلّ الموعود، والله يضاعف لمن يشاء أضعافًا كثيرةً.

وفي «مرشد ذوي الحجا والحاجة إلى سنن ابن ماجه والقول المكتفى على سنن المصطفى» لمحمد الأمين بن عبد الله الأُرمي العَلَوي الأثيوبي الهَرَري الكري البُوَيطي: (١٦/ ١٥٨):

(جاری ہے ---)

(ومن غزا) وجاهد (بنفسه في سبيل الله) تعالى (و) مع غزوه (أنفق) ماله وصرف (في وجه ذلك) الجهاد وطريقه (فله) أي: **فلذلك الغازي الذي أنفق ماله في ذلك الجهاد الذي خرج إليه؛ أي: أنفق على المجاهدين في ذلك الجهاد (بكل درهم) من تلك الدراهم التي أنفقها (سبع مئة ألف درهم)**.

وفي«تاج العروس من جواهر القاموس»لمحمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسيني، الملقّب بمرتضى الزَّبيدي (٢٠/ ١٤):

[غـزو]: وغَـزَاهُ غَـزْواً بالفَتْح: أرادَهُ وطَلَبَه. وغَـزَاهُ غَـزْواً: قَصَدَهُ، كغَـازَهُ غَـوْزاً، كاغْتَزَاهُ؛ أي: قَصَدَهُ، نقلَهُ ابنُ سِيدَه. **وغَزَا العَدُوَّ يَغْزُوهم: سارَ إلى قِتالِهِم وانْتِهابِهِم. وقـالَ الرَّاغـبُ: خَـرَجَ إلى مُحـارَبَتِهم غَـزْواً** بالفَـتْح، وغَـزَواناً، بالتحْريكِ وقيلَ: بالفَتْح عن سِيْبَوَيْه، وغَزاوَةً، كشَقَاوَةٍ....وهو غازٍ، ج غُزًّى، كسابِقٍ وسُبَّقٍ، ومنه قولُه تعالى: أَوْ كانُوا غُزًّى.

وفي«المعجم الوسيط»لمجمع اللغة العربية بالقاهرة:(إبراهيم مصطفى/ أحمد الزيات/حامد عبد القادر/محمد النجار) (٢/ ٦٥٢):

(غزا) الْعَدو غزوًا وغزوانا سَار إِلَى قِتَالهمْ وانتهابهم فِي دِيَارهمْ فَهُوَ غاز.

(ج) غزَاة وغزى وغزي وَالشَّيْء غزوا طلبه وقصده وَيُقَال: عرفت مَا يغزى من هَذَا الْكَلَام مَا يُرَاد وَفُلَان بفلان اختصه من بَين أَصْحَابه.وكذا في**«لسان العرب»**لمحمد بن مكرم، جمال الدين ابن منظور الأنصاري الرويفعى الإفريقى:(١٥/ ١٢٣)، وفي**«المغرب في ترتيب المعرب»**للناصر بن عبد السيد الخوارزمي المطَرِّزِيّ:(٢/ ١٠٢).

والله تعالىٰ اعلم بالصواب

محمد آصف عفا اللہ عنہ

محمد آصف جھنگوی غفرلہٗ ولوالدیہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

٣/شعبان المعظم/١٤٤٣ھ

7/مارچ/2022ء

دار الافتاء
فتویٰ نمبر: ٢٣/١٥٢
مورخہ: ٣/٨/١٤٤٣
7/3/2022
جامعہ دار العلوم کراچی

الجواب صحیح
بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ

مفتی
جامعہ دار العلوم کراچی

الجواب صحیح
(signature)
٣/٨/١٤٤٣ھ

الجواب صحیح
بندہ عبد المنان عفی عنہ
٣/٨/١٤٤٣ھ

نائب مفتی
جامعہ دار العلوم کراچی

الجواب صحیح
بندہ محمود اشرف عفی عنہ
٣/٨/١٤٤٣ھ

الجواب صحیح
(signature)
٣/٨/١٤٤٣ھ